بعد ہی صفحہ ۷۰ پر اسے البیرونی لکھا ہے اس سے اور دونوں جگہ جو عبارت ہے اُس سے یہ دھوکا ہوتا ہے کہ یہ دو مختلف شخصیتیں تھیں۔ حالانکہ دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے۔ علاوہ بریں ابوریحان کو خوارزمی کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کو البیرونی کہنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ وہ خوارزم سے باہر پیدا ہوا تھا۔ بہرحال ان معمولی فروگذاشتوں کے باوجود کتاب کے مفید اور پُراز معلومات ہونے میں شبہ نہیں۔ ہر صاحب ذوق کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اسلام اور موسیقی از مولانا شاہ محمد جعفر ندوی۔ تقطیع متوسط ضخامت ۲۱۶ صفحات۔ کتابت وطباعت بہتر قیمت تین روپیہ چار آنہ پتہ :- ادارۂ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور (پاکستان)

کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں موسیقی کی اسلامی اور شرعی حیثیت پر گفتگو ہوگی اور در حقیقت ہے بھی لیکن مصنف مقصد تحریر میں لکھتے ہیں "ہمیں اس موضوع پر جو کچھ بحث کرنی ہے اس کا بڑا حصّہ ثقافتی (کلچرل) ہے یعنی یہ دکھانا ہے کہ عام طور پر مسلمانوں کا اس سے کیا ربط رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ربط کہیں تو یکسر مفقود ہوگا اور کہیں حد جواز کے اندر ہوگا اور کہیں اس سے باہر بھی۔ ہم ان سب کا ذکر کریں گے" چنانچہ موصوف نے ابتدا میں یہ دکھانے کے بعد کہ فطرت اور قرآن مجید کا جمالیات سے کیا تعلق ہے۔ موسیقی کی مختلف صورتوں، اور شکلوں پر مفصل گفتگو کی ہے اور اُن کے متعلق علم اور عمل کے اعتبار سے مسلمانوں کے مختلف طبقات میں عہد بعہد جو اختلاف رہا ہے اس کو بیان کیا ہے اس طرح یہ کتاب جہاں تک موسیقی کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق رہا ہے اس موضوع پر معلومات کا اچھا مجموعہ ہے۔ اگرچہ مولانا نے اس معاملہ میں اپنے آپ کو غیر جانبدار بتایا ہے اور بعض فقہی تنقیحات کے ذریعہ موسیقی کی غیر مشروط حمایت بھی نہیں کی ہے لیکن اس معاملہ میں اُن کا رجحان زیادہ تر جواز میں توسع کی طرف ہے اور یہ اثر کتاب میں جگہ جگہ نمایاں ہے اس لئے ہم عرض کریں گے کہ ظاہر ہے موسیقی سے لطف اندوز ہونا فرض یا واجب تو نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مباح ہی ہے اس لئے مولانا خود غور فرمائیں کہ ایک ایسے زمانہ میں جب کہ رقص وموسیقی (اور موسیقی بھی وہ نہیں جس کا ذکر اس کتاب میں ہے بلکہ

آجکل کی عریانی) کو ثقافت اور تہذیب کا لازمہ مان لیا گیا ہے اور دوسری قوموں کے ساتھ مسلمان بھی اس رو میں بہتے جا رہے ہیں۔ کیا مسلمان جیسی پست ماندہ قوم کو جس کو تعمیرِ ملت کے ہزاروں کام کرنے ہیں۔ موسیقی جیسی چیزوں میں الجھانا اور نہ صرف اس کے جواز پر بلکہ استحسان پر وعظ کرنا کسی طرح بھی ملی امانت و دیانت اور قومی غیرت و حمیت کا تقاضا ہو سکتا ہے۔ مولانا کی نظر سے اقبال کا یہ شعر ضرور گذرا ہوگا۔

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

پھر ان کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ فقہاء کے یہاں ایک مستقل اصول "سد الباب الذرائع" ہے ان سب چیزوں کے پیشِ نظر انھیں سوچنا چاہیئے کہ اس وقت اسلامی اور ملی و قومی مصلحت کا تقاضا کیا ہے؟ موسیقی کی اس شد و مد کے ساتھ حمایت کرنا یا "طاؤس و رباب" کے بجائے "شمشیر و سنان اوّل" کا سبق پڑھانا۔

چار مقالے | از جناب محمد فضل الرحمٰن صاحب مرحوم تقطیع خورد ضخامت ۱۳۲ صفحات کتابت و طباعت بہتر قیمت درج نہیں مطبوعہ لیبل لیتھو پریس۔ ارسنہ روڈ۔ پٹنہ ۴

محمد فضل الرحمٰن صاحب پروفیسر کلیم الدین احمد کے ساتھیوں میں بڑے لائق و قابل اور فاضل شخص تھے۔ موصوف اگرچہ انگریزی ادب کے آدمی تھے لیکن اردو کا بھی بہت لطیف اور ستھرا ذوق رکھتے تھے۔ یہ کتاب انھیں کے چند مضامین کا مجموعہ ہے جو ان کی وفات کے بعد شائع ہوا ہے۔ اس میں پہلا مضمون "مقدمہ" ہے جو کلیم الدین احمد صاحب کی مشہور و معروف کتاب کے مقدمے کے طور پر لکھا گیا تھا۔ اس کے بعد زبان کی تاریخ۔ "فلسفۂ برگسو" اور روایات تین مقالات ہیں جو سب کے سب بے حد پُر مغز اور بصیرت افروز ہیں۔ شروع میں پروفیسر سید حسن صاحب نے "تعارف" کے نام سے اور پھر ڈاکٹر کلیم الدین احمد نے "پیش لفظ" کے عنوان سے مرحوم کی شخصیت اور ان کے علم و فضل سے متعلق اپنے تاثرات لکھے ہیں۔ اردو زبان و ادب کے ہر طالب علم کو ان مضامین کا